رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبار الحکم قادیان

ہفتہ وار — دور جدید

مدیر اعلیٰ: شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی ✿ مدیر مسئول: شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

قادیان دارالامان سے ہر ماہ عیسوی کی ۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸ تاریخ کو خدا کے فضل سے شائع ہوتا ہے

قیمت فی پرچہ ۲ /
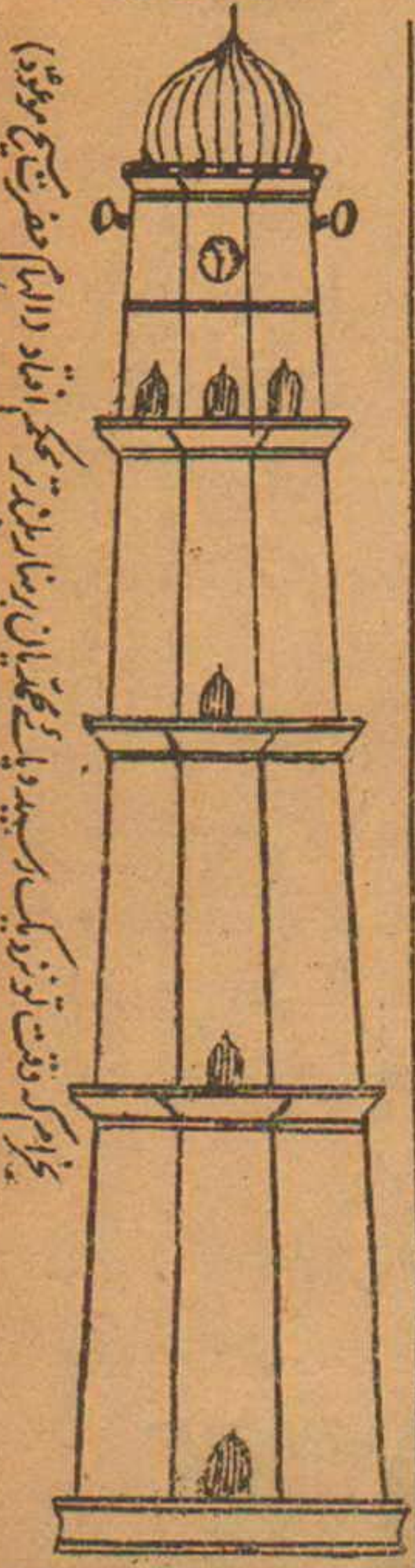
جلد ۴۱ | مورخہ ۲۱ / جون ۱۹۳۸ء | نمبر ۲۰

الحکم کی پہلی ششماہی ختم ہو رہی ہے!

صرف ایک نمبر کے بعد الحکم ۳۸ء کی پہلی ششماہی ختم ہو جائیگی۔ اور یہ ششماہی خدا کے فضل سے اپنے نمبروں اور صفحات کے لحاظ سے بالکل کامیاب رہی ہے۔ اس ششماہی میں خلافت اسلامیہ نمبر، مسیح موعود نمبر بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کے حالات کے دو نمبر ایسے اعلیٰ درجہ کے شائع ہوئے ہیں جنہوں نے ہر طبقہ سے خراج تحسین حاصل کیا۔ ہم کو اللہ تعالیٰ سے امید ہے۔ کہ دوسری شش ماہی بھی اپنے تاریخ کے لحاظ سے ایسی ہی شاندار ثابت ہوگی۔

چھ ماہ کے بعد

اخبار الحکم کے خریداروں میں سے ایک طبقہ ہے جنہوں نے اب تک اس سال کی قیمت ادا نہیں کی۔ اب جبکہ ۶ ماہ کا پرچہ ان کو موصول ہو چکا ہے۔ تو کیا ان کا فرض نہیں ہے۔ کہ وہ پہلے چھ ماہ کے ساتھ اب آئندہ چھ ماہ کی قیمت بھی ادا کر دیں۔ دنیا کا کوئی اخبار پیشگی قیمت لئے بغیر چل نہیں سکتا۔ مگر ہم جبکہ دنیا کے عام اصول کے خلاف اپنے احباب کی خدمت کرتے ہی جاتے ہیں۔ تو احباب کا بھی فرض ہے۔ کہ وہ بھی ہے

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کا ارشاد

”حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کا ارشاد ہے۔ کہ صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ابن حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت، کامیابی اور بخیریت واپسی کے لئے تمام احمدی جماعتیں دعا کرتی رہیں۔ نیز انہوں نے جو امتحان دیا ہے۔ اس میں کامیابی کیلئے بھی دعا کی جائے۔ جماعت کا یوں بھی فرض ہے۔ کہ صاحبزادہ صاحب موصوف کیلئے دعائیں کرے لیکن اب جبکہ حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کا ارشاد ہے۔ تو خصوصیت سے دعائیں کرنی چاہئیں۔“

فرض شناسی سے کام لیں اور جن کے ذمہ بقایا ہے۔ وہ ادا فرما دیں۔ اب تمام بقایا دار احباب سے وصول قیمت کیلئے وی، پی جاری ہونگے۔ جو دوست وی۔پی کی بجائے منی آرڈر کرنا چاہیں وہ اب کر دیں۔ یا تاریخ منی آرڈر سے اطلاع دیدیں تاکہ اُن کو وی۔پی نہ کیا جائے۔ اور اُن کی اس تاریخ کا انتظار کیا جائے۔ باقی احباب کا اخلاقی فرض ہے۔ کہ وی۔پی وصول فرمالیں۔ اس وقت کافی وقت پیشتر یہ اطلاع تمام بقایا دار احباب کی اطلاع کے لئے شائع کر رہا ہوں۔

بعض احباب

ایک عجیب طبقہ ایسے احباب کا بھی ہے۔ جو صرف وی، پی کے وقت ایسے اعتراض کرتے ہیں۔ کہ مجھے پوچھ کر خریدار نہیں بنایا گیا۔ اس لئے میں قیمت کیوں ادا کروں۔ یا پھر بعض کہتے پرچہ بند کر دیں۔ میں قیمت ضرور ادا کر دونگا۔ مگر بعد میں پھر کون ادا کرے۔ ان دونوں قسم کے احباب کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ یہ طریق اعلیٰ اخلاق کے خلاف ہے۔ جب آپ سارا سال اخبار وصول کرتے رہتے ہیں۔ تو آپ کا فرض ہے کہ آپ وی۔پی بھی لیں ورنہ پہلے ہی پرچہ پر لکھدیں۔ کہ میں پرچہ نہیں لینا چاہتا۔ تو پھر پرچہ آپکے نام نہیں بھیجا جائیگا۔ مگر آپ ایک نہیں۔ دو نہیں، تین نہیں بارہ ماہ تک پرچہ وصول کرتے ہیں۔ اور آخر سال میں اعتراض کرتے ہیں تا قیمت نہ دینی پڑے۔ بتلایئے۔ کہ کیا یہ طریق پسندیدہ سمجھا جائیگا۔ اسی طرح پرچہ بند کرا کے قیمت سے خاموش ہو جانا بھی معیوب امر ہے۔ ازراہِ کرم ایسے احباب ایسے طریقوں کو

سیرت المہدی کا ایک ورق

حضرت عرفانی کبیر کی قلم سے

اعجاز المسیح اور مظاہر استقامت

اعجاز المسیح ایک نشان ہے - جو پیر گولڑوی کے مقابلہ میں سورہ فاتحہ کی اعجازی تفسیر کے رنگ میں ظاہر ہوا۔ ان ایام میں آپ کی پُرخلوص استقامت کا جو مظاہرہ ہوا۔ اُسے میں اپنے الفاظ میں نہیں بلکہ حضرت مخدوم الملۃ کی آنکھ اور قلم سے پیش کرتا ہوں - اگرچہ میں خود بھی اس کے دیکھنے والوں میں ہوں۔

فرماتے ہیں:—

اخوان! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - کئی دفعہ میری رُوح میں پُرزور تحریک ہوئی - کہ ان اثروں اور نقشوں پر کچھ لکھوں - اور بھائیوں کو مستفید و مسرور کروں۔ اور جو اس چلّہ میں حضرت موعود علیہ السلام کی زندگی کے خاص اور بالکل نئے حصّہ کے مشاہدہ سے میرے حق جو حق بین اور حق گو قلب پر وارد اور منقش ہوئے ہیں - پیر گولڑوی کے بمقابل تفسیر لکھنے کی میعاد (۷۰) دن ٹھہری تھی - اس بڑی ہی تھوڑی میعاد میں سے بھی جو اصلاً اور حقیقتاً سورہ فاتحہ کی عربی فصیح میں غیر مسبوقہ حقائق کے ساتھ تفسیر لکھنے کے لئے نہایت غیر مکتفی تھی، پورے تیس دن حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام نے یوں منہا کر دیئے - کہ اس اثناء میں آپ کے دست و قلم میں خاص منافرت رہی - ایک نقطہ تک نہ تو لکھا - اور نہ اس غیر مامور کو جگہ سے ہلا دینے والے کام کی نازک ذمہ داری کی طرف کچھ توجہ ہی کی - پورے ایک مہینے کے بعد جب لکھنے کا ارادہ کیا - معًا برط اطراف اور ضعف کے اس قدر متواتر دورے پڑنے شروع ہوئے - کہ بسا اوقات پُردل امید زندگی کے چراغ کو شمع سحری کی طرح ٹمٹماتا دیکھ کر یاس کے تاریک کونے میں سرنگوں بیٹھ جاتی تھی میں نے دس سال میں اس قدر اتصال اور ہجوم ان ہولناک امراض کا نہیں دیکھا تھا - صحت کا یہ حال اور وعدہ اس قدر مضبوط - منجانب اللہ ہونے اور مؤید من اللہ ہونے کا ایک نشان اور معیار - اور ایک چلّہ باقی - کوئی معمولی آدمی ہو - اور عزت و ذلت کا معاملہ ہو - تو ایک سوچنے والا سوچ سکتا ہے - کہ اس کے دل اور جان پر کیا گذر سکتی ہے! یہاں سارے جہان سے ٹکّر لگی ہوئی ہے۔ ایک مامور اور مرسل من اللہ کی برسوں کی کامیاب عزت مرض امتحان میں ضعیف محدود بشری نگاہ کے نزدیک معرض خطر میں تھی - مسودہ لکھنا، کاپی لکھنا، پروف دیکھنا - اور پوری صفائی سے چھپنا - یہ سب کام ضروری تھا کہ اس تھوڑی مدت میں پورے ہوں۔

میرا دل بصیرت اور دلائل سے اس پر شاہد اور قائم ہے کہ اسوقت سے کہ آپ کی مبارک انگلیوں کو چُومنے کا شرف قلم کو ملا۔ ایسی تنقید کا کام کبھی آپ کو پیش نہیں آیا - ایک بات اور ایک تکلیف آپ کو پیش نہیں آئی - مختلف قسم کی زحمتوں کا سامنا آپ کو کرنا پڑا آپ کی کریم رحیم فطرت کا نبوۃ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ) اور قرآن کریم کے اتباع سے ایک ہی رنگ پر اور مختصر پیرایہ پر قانع نہ ہوتا - معانی اور نکات کے بحرِ ذخار کے مضطرب امواج کا آپ کی معنی آفرین جودت طبیعت میں موجیں مارنا، محدود وقت کی سخت قید کا لگ جانا، اور ان سب پر اور سب سے زیادہ زحمت خوفناک امراض کا پے درپے حملہ آور ہونا، غرض یہ ایسی تحریکیں اور دباؤ تھے کہ ایک مامور کو بیں کر سرمہ کر دیتے - بسا اوقات قوی دل لوگ بھی ایسے موقعوں پر جی چھوڑ کر رہ جاتے ہیں - اور جدید اور لذیذ مضامین کا پیدا کرنا تو درکنار موجودہ علم و دانش بھی اُن کے دماغ سے پرواز کر جاتی ہے مگر حضرت موعود علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ کی تائید اور اذن سے ۲۰ تاریخ کو تفسیر کی تسوید سے فراغت کر لی - اور کاتب اور مطبع کا کام رہا - جو انشاء اللہ تعالیٰ دو روز میں انجام کو پہنچ جائیگا - میرا موضوع اسوقت یہ نہیں - کہ تفسیر کی نسبت گفتگو کروں - اور اس کے اعجاز کے پہلوؤں پر بحث کروں وہ انشاء اللہ تعالےٰ ۲۵ تک شائع ہو جائیگی - سنت اللہ کے موافق سعید اسے معجزہ اور آیۃ اللہ سمجھ کر خدا کے نور کو پہچان لیں گے اور شقی ایسے کنوئیں میں گریں گے جو اُن کے اشباہ و امثال کے لئے موعودوں کے ہر زمانہ میں تیار ہوا ہے۔"

میرا مقصد اس وقت یہ ہے کہ میں اپنے ان دوستوں کو حضرت مامور علیہ السلام کی استقامت اور اخلاص کی کیفیت کا نقشہ دکھاؤں - جو قدرت کی تقدیروں سے اس نظارہ کے معائینہ سے دُور پڑے ہیں - میرا دل مجھے یقین دلاتا ہے - کہ محبوبِ مولیٰ اور رؤف الرّحیم آقا کی یہ زحمت اور تکلیف جو اس راہ میں اُن پر پڑی ہے - اُن کے عاشق خدام کی محبّت اور عشق کے لئے مہمیز کا کام دیگی - اور یہ اطلاع اور شعور اور احساس ایک آگ ہوگی جو غیر کو غیر کی تعظیم و تکریم کو، غیر کے کسی قسم کے جہد و ریاضت کے خیال اور یقین کو اُن کے دل سے راکھ کر کے نکال ڈالے گی - میرا یگانہ لاشریک خدا جس کی عظمت و جبروت کا مقدر ایک صادق کی پیٹھ کی ہڈیاں توڑ دیتا ہے - گواہ اور آگاہ ہے - کہ میں آپ کی اِس محنت اور جانفشانی اور بیماریوں کی شدت کو دیکھ کر بسا اوقات جوشش محبت میں سخت رنج اور دکھ سے بھر جاتا اور بھاری صدمہ اپنی جان میں محسوس کرتا - اور میرا دل چیخ کر کہتا - کہ حقیقی کفارہ اور واقعی قربانی یہ ہے۔

"چند قطرات اشک"

از جناب [illegible] صاحب فاروق [illegible]

(جناب آنریبل چوہدری سر محمد ظفر اللہ خانصاحب کی والدہ محترمہ کی وفات پر)

اَے اجل تو درحقیقت زندگی کا نام ہے ؛ سچ تو یہ ہے - تو نہ ہو تو آدمیت خام ہے
سو قیامت خیز منظر تیری خاموشی میں ہیں ؛ کیونکہ پیغامِ فنا کا تو چھلکتا جام ہے
موت آسکتی نہیں انسان کے اعمال پر ؛ مفتخر اعمال پر ہی مادرِ ایام ہے
زندگانی کیا ہے ؟ مجموعہ غم و آلام کا ؛ موت کیا ہے ؟ درد سے آرام کا اک نام ہے
موت سے خائف نہ ہونا ہے کمالِ زندگی ؛ موت سے ڈر ڈر کے مرنا بزدلوں کا کام ہے

آفتاب زندگی رہرو بسُوئے شام ہے
نورِ صبح زندگانی شام کا پیغام ہے

مُلہمہ! اَے زاہدہ، اَے صالحہ، اَے عابدہ ؛ کونسی خوبی ہے وہ جسکی کہ تو مظہر نہ تھی
پاک سیرت، پاک صورت، پاک فطرت، پاک خو ؛ مفتخر تھا تیری ہستی پر شعارِ زندگی
ہے تیرے اوصاف کا شاہد بہشتی مقبرہ ؛ قابلِ تقلید تیرا رنگ طرزِ بندگی
ہے یہ تیرے واسطے فاروقِ محزوں کی دُعا ؛ ہو معطّر فضل و رحم حق سے اب تربت تری
نونہالانِ چمن تیرے پھلیں پھولیں مدام ؛ دم بہ دم حاصل ہو اُن کو لطفِ عیشِ زندگی

ارتقاء کی وسعتیں طے کیں عمل کے گام سے
ساکنانِ عرش کو تو دیکھتی ہے بام سے

اخبار "الحکم" کی توسیع اشاعت ہر احمدی کا فرض ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

معرفتِ الٰہی کے وسائل میں اسلام اور دیگر مذاہب کا مقابلہ

حضرت عرفانی کبیر کا ایک نایاب اور اچھوتا مضمون

۱۔ اللہ تعالیٰ کے خاص **فضل** اور **رحمت** کا یہ ایک **نشان** ہے۔ کہ اس نے ہم کو ایسی **محسن** اور **عادل** گورنمنٹ کے زیرِ سایہ زندگی بسر کرنے کا موقعہ دیا۔ جس نے ہم کو نہ صرف مذہبی **آزادی** عطا فرمائی بلکہ **حقیقی مذہب** کی تحقیق و تلاش کے لئے جن اسباب کی ضرورت ہے۔ ان کے مہیا کرنے میں بھی بڑی مدد دی۔ گورنمنٹ برطانیہ کے اس **احسان** کے بدلہ میں ہم اپنی **محسن** گورنمنٹ کی عزت و اقبال کی دعا کرتے ہیں۔ اور سارے **فضل** چونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں۔ اس لئے صدق دل سے الحمد للہ رب العالمین کہتے ہیں۔

۲۔ حقیقی مذہب کی تلاش و تحقیق کے لئے جن اسباب کی عام ضرورت ہے۔ ان میں سے **مطابع** کا اجراء، **کاغذ کی کثرت**، **ڈاکخانوں** کا عام ہونا، اور **تعلیم** کی اشاعت، **راستوں** کی صفائی **سفروں** کی سہولت اور **امن** کا سلسلہ وسیع ہونا بھی ہے۔ اور جبکہ یہ سب نعمتیں ہمیں میسر ہیں۔ تو بڑی ناشکری ہوگی، اگر حق تک پہنچانے میں ان چیزوں سے مدد نہ لیں۔ اس کے عملی شکریہ کے لئے یہ ہدیہ حق کے طالبوں کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔

ع کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

۳۔ صاحبان! اس میں کچھ بھی کلام نہیں۔ کہ یہ زمانہ مادی ترقی کا ہے۔ مگر **حقیقی مذہب** کی ترقی اور کامیابی کا بھی یہی دَور ہے۔ کیونکہ اس وقت تمام **مذاہب** میدان مقابلہ میں نکل آئے ہیں۔ اور **اشاعت مذہب** کے عام اسباب پیدا ہو گئے ہیں۔ اور یہ ناممکن ہے۔ کہ اس مقابلہ میں **حقیقی مذہب** جو **خدانما مذہب** ہوگا جیت نہ جائے۔ ایک زمانہ تھا۔ کہ بعض عقیدے اپنی **کمزوری** اور **شرمناکی** کی وجہ سے پوشیدہ رکھے جاتے تھے۔ مگر آج وہ سب کے سب میدان میں نکل آئے ہیں۔ اور **آفتاب صداقت** کی روشنی میں اُن کی حقیقت کھل رہی ہے۔ اسلئے یہ یقیناً کہا جاتا ہے۔ کہ

اَب وقت آگیا ہے۔ کہ حق باطل کو بھگا دے

۴۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ باوجودیکہ یہ زمانہ **مذاہب کے مقابلہ** کا ہے۔ اور ہر ایک اس مقابلہ میں آگے نکل جانا چاہتا ہے۔ مگر **روحانیت** جو مذہب کا اصل **مغز اور روح** ہے وہ کم ہو رہی ہے۔ اور **مذہب** کو ایک **فیشن** قرار دے کر **قومیت** کا ہمنام بنایا جا رہا ہے۔ اور یہ ایک ایسی **مصیبت** ہے کہ اس کی **نظیر** کم ملتی ہے۔ اس کی جڑھ وہی **مادیت** کا زور اور **مذاہب باطلہ** کا **معرفت** سے خالی ہونا ہے۔ ایسی حالت میں ضروری ہے۔ کہ **حقیقی مذہب** کا پتہ لگایا جاوے۔

۵۔ حقیقی مذہب کی اصل غائیت اور **مقصود** تو یہ ہے۔ کہ انسان اپنے **خالق** کو شناخت کرے اور اس کی **محبت و معرفت** میں اس مقام تک پہنچ جاوے کہ **غیر اللہ** کی محبت بھسم ہو جاوے۔ اور اس کی **مخلوق** سے **ہمدردی** اور **نفع رسانی** کی رَو اس کے اندر سے بہ نکلے۔ اس حالت میں انسان **حقیقی پاکیزگی** کا جامہ پہن لیتا ہے۔ جس کو قرآن شریف کی اصطلاح میں **لباس التقوٰی** کہتے ہیں۔

اس حالت میں ایسے پاک انسان کے تمام **افعال** اور **حرکات** خداتعالیٰ کی رضا اور اس کی مخلوق کے فائدہ کے لئے ہوتے ہیں۔ اور اس حالت کو قرآن مجید میں اسلم وجہہ اللہ کے الفاظ میں بیان کیا ہے۔ یا یوں کہو۔ کہ ایسا شخص مسلم ہوتا ہے۔ وہ **سلامتی کا شہزادہ** اور **امن کا سلطان** ہو کر مسلم اور **مومن** بنتا ہے۔

مگر آج اس کے برخلاف (الا ماشاء اللہ) خداتعالیٰ کی سچی محبت و اطاعت اور اس کی مخلوق کے ساتھ سچی **ہمدردی** اور **حلم** اور **رحم** اور **انصاف** اور **فروتنی** اور دوسرے تمام **پاک اخلاق** اور **تقوٰی** و **طہارت** جو حقیقی مذہب کی روح ہے مفقود ہو رہی ہے۔ اور دنیا میں ایک خطرناک سیلاب گناہ اور **فسق و فجور** کا آ رہا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا اقرار محض **الفاظ** سے آگے کوئی حقیقت اور اثر نہیں رکھتا اور اس طرح بہ معرفت الٰہی گم ہو کر گناہ کے لئے **دلیری** اور جرأت پیدا ہو چکی ہے۔

۶۔ یہ ایک ظاہر اور مسلّم بات ہے۔ کہ جب تک کسی چیز کی **شناخت** اور **معرفت** نہ ہو۔ اسوقت تک اس کی کوئی **قدر** عزت اور **محبت** دل میں پیدا نہیں ہوتی۔ اور نہ اس کی طاقت کا علم ہو کر اس سے خوف پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ **خوف** اور **محبت** کے تمام اقسام **شناخت** اور **معرفت** پر موقوف ہیں۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ

معرفت الٰہی ہی سچے مذہب کا زبردست اور روشن نشان ہے

جس مذہب میں خدا شناسی کے وسائل عام اور **وسیع** نہ ہوں۔ اس میں وہ قوت اور طاقت ہو ہی نہیں سکتی۔ جو انسانی زندگی پر ایک **خارق عادت اثر** پیدا کر کے اسمیں ایسی تبدیلی کر دے کہ اس کو **سفلی جذبات** اور **نفسانی خواہشات** سے نکال کر تقوٰی اور طہارت کے اعلیٰ **منار** پر کھڑا کر دے۔ تاکہ وہ خود روشن ہو۔ اور دوسروں کے لئے روشنی کا ذریعہ ہو یہی انسانی زندگی کا **مقصد** ہے۔ کہ گناہ سے بچ جاوے بلکہ اس کے اندر گناہ سے **نفرت** پیدا ہو جائے۔ اور پھر وہ خداتعالیٰ کے حسن و احسان سے واقف ہو کر خداتعالیٰ کی محبت میں ایسا فنا ہو جائے۔ کہ اس سے علیحدہ ہونا تمام عذابوں سے بڑھ کر **عذاب** اور تکلیف محسوس کرے۔ اور اس کی **خوشیوں** اور راحتوں کا **منتہا رضاء الٰہی** ہو۔ پس اگر کوئی مذہب یہ **کیفیت** اور **جذبہ** انسان کے اندر پیدا کرنے کی **طاقت** اور **قدرت** رکھتا ہے۔ اور اس نے پیدا کر کے دکھا دیا ہو۔ تو

وہی مذہب حقیقی رہنما اور خدانما مذہب ہوگا

پس آؤ! معرفت الٰہی کے وسائل میں مشہور مذاہب کا مقابلہ کر کے دیکھیں۔ کہ ان میں سے کون ہے جو **معرفت الٰہی** کے **صحیح** اور **کامل** وسائل پیش کرتا ہے۔ ان مشہور مذاہب میں سے اسوقت **آریہ**، **عیسائی** اور **اسلام** مراد ہیں۔

۷۔ صاحبان! اس موقعہ پر پہنچ کر ایک بات اور قابلِ غور ہے۔ کہ کسی مذہب کی حقیقت محض **لاف زنی** اور حجت بازی سے ثابت نہیں ہو سکتی۔ **خیالی فلسفہ** اگر کوئی چیز ہوتا۔ اور **معرفت الٰہی** اور **طہارت باطنی** کے ساتھ اس کا کوئی تعلق ہوتا۔ تو یورپ کے فلاسفر اور یونان کے حکیم ہی اوّل درجہ کے **عارف باللہ** اور **تقوٰی شعار** ہوتے۔ مگر یہ ایک بدیہی بات ہے۔ ان میں سے اکثر **خدا شناسی** اور **معرفت الٰہی** کے ادنیٰ درجہ سے بھی گرے ہوئے تھے۔ اور سچ تو یہ ہے۔ کہ وہ خدا جو ہماری **جدوجہد** اور **دلائل** سے ثابت کیا جاتا ہے۔ وہ خدا نہیں بلکہ خدا وہی ہے۔ جو اپنے **نشانوں** اور **فوق الفوق قدرتوں** سے شناخت کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور فلاسفروں کے **ایمان** میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ ایک فلاسفر زیادہ سے زیادہ **مصنوعات عالم** کو دیکھ کر کہدیتا ہے۔ کہ **کوئی خدا ہونا چاہیئے** جو اس **نظام ابلغ** کا صانع ہو۔ مگر انبیاء علیہم السلام بتاتے ہیں۔ کہ **"خدا ہے"**۔

پس فلاسفر لوگ اگر خداتعالیٰ کے **قائل ہوں** تو گویا اس پر احسان جتاتے ہیں۔ کہ انہوں نے اس کو دوسری ایجادات کی طرح ڈھونڈ نکالا۔ اس لئے وہ خدا شناسی سے دور رہ کر نفس اور ہواء کے غلام بن جاتے ہیں اور معرفت کی راہوں سے دُور جا پڑتے ہیں۔ آج کل کے **کالجیئٹ** لوگوں پر اس قسم کے فلاسفروں کا زیادہ اثر ہے۔ اور یہ خوف کا مقام ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ وہ باتیں جو انسانی زندگی میں **تقوٰی** اور **طہارت** پیدا کرتی ہیں۔ اس سے اُن کو بہت ہی کم حصہ ملتا ہے۔

۸۔ ممکن ہے کوئی شخص میرے اس بیان سے یہ نتیجہ نکالنے کی کوشش کرے۔ کہ میں نے **عقلی** دلائل اور فلسفی براہین کو ہیچ سمجھا ہے۔ جبکہ میں فلاسفروں کے ایمان اور معتقدات پر نکتہ چینی کرتا ہوں۔ میرے بیان سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ **عقل** ایک خداداد نعمت اور نور فطرت ہے۔ اور خداداد **قوتوں** اور طاقتوں سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے کام لینا سعادت اور اسلام کا پہلا مقصد ہے۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جسقدر قوتیں اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا کی ہیں۔ وہ سب کی سب خارجی اور بیرونی قوت کی محتاج ہیں۔ مثلاً باوجودیکہ آنکھ میں نور ہے۔ اور دیکھنے کی قوت ہے۔ مگر جب تک آفتاب کی یا کوئی دوسری بیرونی روشنی نہ ہو۔ وہ محض بیکار ہے۔ اسی طرح کچھ شک نہیں **عقل ایک عجیب خداداد نور ہے**۔ مگر وہ دوسرے نور کی محتاج ہے۔ جب تک وہ نور اس کی رہنمائی نہ کرے۔ اس کا فیصلہ کمزور اور **غلط** ہوگا۔ اور وہ **نور نبیوں کا** نور ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے مکالمہ سے فیض پاتے اور اس کے منہ سے سنتے ہیں۔ یہی وہ راہ ہے۔ جو انسان **کو ہر قسم کی تاریکی سے نجات دیتی ہے**۔

۹۔ غرض **خداشناسی** اور **معرفت الٰہی** ہی ایک ایسی چیز ہے۔ جو **انسان کو گناہ سوز فطرت** عطا کرتی ہے تو اب **سوال** یہ ہے۔ کہ خداشناسی کے وسائل کیا ہیں؟ اور اسلام اور دوسرے مذاہب اس کے مقابلہ میں کس نتیجہ کو پیش کرتے ہیں؟ چونکہ آریہ مذہب کے معتقد کہتے ہیں۔ کہ یہی مذہب قدیم سے چلا آتا ہے۔ اسلئے ہم اسی سے شروع کرتے ہیں۔ ہرچند آریوں کا دعویٰ قدامت بھی ایک دعویٰ ہی ہے جس کی کوئی دلیل قوی پیش نہیں کی جا سکتی۔ کیونکہ پارسی مذہب کے لوگ اپنے مذہب کی ابتداء کے لئے کچھ ایسے اعداد پیش کرتے ہیں۔ کہ انکا نام حسابی شمار میں رکھنا مشکل ہو گیا ہے۔

علاوہ بریں محض قدامت کیا چیز ہے۔ جب کہ اس کے آثار اور ثمرات بابرکت نہ ہوں۔ بہر حال قدیم و جدید کی بحث کو چھوڑ کر آریہ مذہب میں **وسائل خداشناسی** کی پڑتال کرتے ہیں۔

۱۰۔ معرفت الٰہی اور **وسائل خداشناسی کی تلاش** **آریہ مذہب میں ایک خیال خام ہے**۔ کیونکہ آریہ مذہب کے رو سے **خدا تعالیٰ کی ہستی** ہی پر جو خداشناسی کی پہلی اینٹ ہے۔ کوئی دلیل قائم نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ ہستی باری تعالےٰ کے متعلق ادنیٰ درجہ **استدلال** کا یہ ہوسکتا ہے کہ **مصنوعات عالم** کو دیکھ کر صانع کے وجود پر استدلال کریں۔ مگر جب آریہ مذہب یہ عقیدہ نہیں رکھتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے (نعوذ باللہ) ایک ذرّہ بھی پیدا نہیں کیا۔ نہ ارواح کو نہ **مادہ** کو نہ ان کے **خواص** کو اور نہ یہ چیزیں اپنے قیام و بقا کے لئے اس کی محتاج ہیں تو کون عقلمند ایسے پرمیشر کی ہستی کی ضرورت کو سمجھیگا؟ آریہ مذہب کا یہ عقیدہ **خداپرستی** کے خلاف ایک جنگ ہے۔ اور منکران خدا کی تائید۔

اس **عقیدہ** نے صفات الٰہی کے مسئلہ کو بھی دھندلا اور تاریک کر دیا ہے۔ کیونکہ جب اس نے کسی ایک ذرّہ تک کو پیدا نہیں کیا۔ تو پھر وہ **اشیاء عالم** کے متعلق بھی **کامل علم** نہیں رکھ سکتا۔ اور یہ جاننا فرضی ہوگا۔ کہ بعض حصص میں اُسے قطعاً کوئی علم نہ ہو جس سے جہالت لازم آتی ہے۔ **علم کامل** کا خاصہ ہے۔ کہ وہ عمل کامل پر قادر کر دیتا ہے۔ اور چونکہ یہ آریوں کا مسلّم عقیدہ ہے۔ کہ وہ خالق نہیں۔ اس سے لازم آیا۔ کہ عالم بھی نہیں پھر آریہ صاحبان مانتے ہیں کہ خدا تعالےٰ نعوذ باللہ وہی عطا کرتا ہے۔ جو ہمارے **سابقہ اعمال** کا نتیجہ اور جزا ہو۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ دنیا میں جو کچھ ہمیں مل رہا ہے۔ ہمارا حق ہے۔ اس میں خدا تعالےٰ کے **عطا**، **رحم** اور **فضل** کو کوئی دخل نہیں۔ یا دوسرے الفاظ میں یوں کہو۔ کہ یہ صفات ہی اس میں نہیں۔ پھر انسان کی **اصل غرض** تقویٰ و طہارت اور **بالآخر نجات** ہے جہاں اُسے گناہ سوز فطرت ملتی ہے۔ مگر آریہ **عقیدہ** کی رُو سے یہ باتیں محض فضول ہیں۔ بلکہ **کارخانۂ عالم** کو قائم رکھنے کیلئے گناہ **کی ضرورت ہے**۔ کیونکہ دنیا میں جس قدر اشیاء ہمارے آرام کیلئے موجود ہیں۔ مثلاً گھوڑے، گدھے، بیل، خچر، گائے، بھینس، بکری وغیرہ یہ سب **گناہوں** کے بدلے ان جونوں میں انسان ہیں۔ اگر وہ گناہ نہ کرتے۔ تو انسان کی ضروریات پوری ہونی ناممکن ہو جاتیں چونکہ **نظام عالم** ضروری ہے۔ اسلئے اس کے واسطے **گناہ کا وجود** آریہ عقیدہ کے موافق ضروری ہے۔ پس یہی وجہ ہے۔ کہ مہاپرلے (قیامت کبریٰ) کیوقت بھی گناہ بطور تخم کے رکھا جاتا ہے۔ اور اسی لئے یہ مانا گیا ہے۔ کہ **کبھی ابدی نجات** نہیں ہوسکتی۔ ان عقائد کی موجودگی میں **خداشناسی** اور **معرفت الٰہی** کے جو وسائل ہیں۔ ان کا وجود آریہ مذہب میں تلاش کرنا **وقت ضائع** کرنا ہے۔

انہیں وسائل میں سے **دعا، توبہ، صحبت صالحین مجاہدۂ صحیحہ** وغیرہ ہیں۔ جن کے نتائج میں خدا تعالےٰ کا مکالمہ حاصل ہوتا ہے۔ مگر یہ سب باتیں اُن کے نزدیک لاحاصل ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ **کسی سے کلام نہیں کرتا**۔ ابدی **نجات** کا دروازہ پہلے ہی بند ہے۔ اس کی قدرت کی آخری حد یہی ہے۔ کہ وہ ہمارے وجود کا خالق نہیں۔ اور نہ اس کے قیام و بقا کیلئے اس کا وجود ضروری (نعوذ باللہ من ذالک)

پس اس قسم کے خدا کی معرفت کیا؟ اور اسکا پھل کیا؟

۱۱۔ اب اِس کے بعد یسوعی (مسیحی صاحبان) کی خداشناسی اور معرفت الٰہی کو دیکھیئے۔

لوگ یورپ و امریکہ کے کاریگروں اور موجدوں کو دیکھ کر سمجھتے ہیں۔ کہ یہ بڑے **عقلمند** اور دانشمند ہیں۔ انہوں نے خداپرستی اور معرفت الٰہی میں بڑی ترقی کی ہوگی۔ مگر جسقدر یہ لوگ دنیا کے کاروبار میں ہوشیار ہیں۔ اسی قدر **دین** کے معاملہ میں **نادان** ہیں۔ **یورپ** اور **امریکہ** کے ان موجدوں، فلاسفروں کا بڑا مذہب تو یہ ہے کہ **کوئی خدا نہیں**۔ اور حقیقت میں ہے بھی سچ۔ کیونکہ جو خدا یسوعی مذہب کے **پادریوں** نے اُن کے سامنے پیش کیا ہے۔ وہ کسی کے ماننے میں تو آ نہیں سکتا۔ اسلئے انہوں نے **پادریوں** کے پیش کردہ **خدا** کو دیکھ کر اس کا انکار کرنا ہی بہتر سمجھا۔

جو **خدا** یسوعی صاحبان پیش کرتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ **ناصرہ** کی بستی میں **یوسف نجار** کے گھر ایک بچہ پیدا ہوا جسکا نام **یسوع** رکھا گیا۔ عام بچوں کی طرح اس نے ماں کے رحم میں پرورش پائی۔ اور پیدا ہو کر عام بچوں کی طرح تکلیفیں اور دکھ سہتا ہوا بڑا ہوا۔ پھر اُس نے اپنے آپ کو (نعوذ باللہ) **خدا کا بیٹا ظاہر کیا**۔ اور بالآخر وہی **خدا ٹھہرا**۔ یہودیوں نے اس کفرگوئی پر، اس کی پیدائش کے جائز ہونے پر حملہ کیا۔ اور بالآخر اس کی خطرناک مخالفت ہوئی۔ اور پھر وہ گرفتار ہو کر یہودیوں کی حوالات میں رہا۔ اور ماریں کھاتا ہوا پوری ناکامی کے ساتھ **ایلی ایلی لما سبقتانی**۔ اے میرے خدا۔ اے میرے خدا۔ تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا کہتا ہوا صلیب پر لٹکایا گیا۔ اور نامرادی کے ساتھ وہاں ہی جان دیدی۔ اور پھر خدا کی **شریعت** کی **لعنت** سے دنیا کو چھڑانے کے لئے تین دن کے لئے **ہاویہ** میں گیا۔ اور ملعون کہلایا۔ یہ مختصر ساخاکہ ہے اس **خدا** کا جو یسوعی حضرات پیش کرتے ہیں۔

۱۲۔ اب ناظرین خود غور کریں۔ کہ کیا ایسے خدا کو یورپ اور امریکہ کے **دانشمند** اور عالم تسلیم کریں۔ کیا کوئی فطرت ایسے خدا کو دیکھ کر اس کے سامنے جھک سکتی ہے۔ اور اس کے **الست بربکم** کہنے پر **بلیٰ** کی آواز اس کے اندر سے نکل سکتی ہے؟ کبھی نہیں۔ وہ جو زمین و آسمان کا **خالق** اور بے انتہا قدرتوں اور طاقتوں کا **مالک** ہے۔ نعوذ باللہ ایسا کمزور اور ذلیل ہو کر شریر انسان اُسے اس طرح پر ہلاک کر دیں۔ اور وہ اپنے آپ کو بھی نہ بچا سکے۔ حالانکہ اسوقت اس کے دشمنوں نے اُس سے یہ خواہش بھی کی۔ کہ اگر تو اپنے آپ کو بچائے **تو ہم تجھ پر ایمان لے آئینگے** اگر **یسوعی خدا** کا آریوں کے پرمیشور سے مقابلہ کیا جاوے۔ تو یہ اس کے مقابلہ میں بھی ہیچ ہے۔ اگرچہ آریوں کے پرمیشور کے مر جانے سے کوئی حرج واقعہ نہیں ہوتا۔ تو بھی انہوں نے موت تسلیم نہیں کی۔ **مگر یسوعی حضرات کے عقیدہ میں خدا نے موت کا مزا چکھا**۔

اُس خدا کو دیکھ کر خداشناسی اور **معرفت الٰہی** میں جو ترقی ہوسکتی ہے وہ ظاہر ہے۔ یہاں تک ہی بس نہیں۔ پھر یہ اکیلا خدا نہیں۔ اس کے ساتھ دو اور ہیں۔ ایک **باپ** خدا ہے۔ ایک **روح القدس** خدا ہے۔ اور پھر تین نہیں ایک ہیں۔ ایسے گورکھ دھندوں کے ماننے کا اب زمانہ نہیں رہا۔

۱۳۔ یسوعی حضرات نے خدا کے **جنم** اور **موت** کی بھی عجیب وجوہات پیدا کی ہیں جنم اس لئے لیا۔ کہ دنیا کو نجات دے کیونکہ نجات بجز اس کے ناممکن تھی۔ کہ اپنے **اکلوتے بیٹے** کو اس ذلت کے ساتھ صلیب پر ہلاک کرے۔ اور ہاویہ میں گرا کر **ملعون** بنادے۔ اس کا نام انہوں نے **کفّارہ** رکھا ہے مگر نجات کا یہ طریق بھی اُنہی دماغ میں آسکتا ہے۔ جس میں **تین خداؤں کا مجموعہ ایک خدا** اور **صلیب** پر مرنے والا خدا سما سکتا ہے۔ کیونکہ یہ کبھی نہیں دیکھا گیا۔ کہ کوئی شخص دوسرے کے سر درد کا علاج کرنے کے لئے اپنے سر میں پتھر مارے۔ اور دوسرے کی شفا کے لئے آپ خودکشی کرے۔ ایسے **احمقانہ فعل** پر ہمیشہ ملامت ہوگی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چونکہ یہ طریق نہایت قابل نفرت تھا۔ اس لئے اس کا نتیجہ بجز فسق وفجور اور کچھ نہیں نکلا۔ سچی پاکیزگی اور **حقیقی طہارت** کے لئے اس نے ایک خطرناک سیلاب کا کام دیا۔ کیونکہ جب ایک آدمی کو یہ بتایا جاوے۔ کہ تیرے گناہ صرف **یسوع** کی **صلیبی موت** پر ایمان لانے سے صاف ہو جاتے ہیں۔ تو اس کے معنی دوسرے الفاظ میں یہ ہیں۔ کہ جو تیرا جی چاہے کر اسکو فسق وفجور پر دلیر کرنا۔ اور بیباکی کی تعلیم دیتا ہے جس مذہب کی **خداشناسی** کا یہ حال ہو اس کی حالت قابل رحم ہے۔

۱۴۔ آخر میں **اسلام** کے متعلق غور کرنے کی ضرورت ہے کہ اس نے اس مسئلہ میں کیا تعلیم دی ہے؟ **اسلام** چونکہ ایک ایسا مذہب ہے۔ جو **فطرت انسانی** کے عین موافق واقع ہوا ہے۔ اس لئے اس نے **خداشناسی** اور **معرفت الٰہی** کے تمام فطری طریقوں کو جمع کر دیا ہے۔ اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ **کل مولود یولد علی فطرۃ الاسلام** ہر بچہ **فطرت اسلام** پر پیدا ہوتا ہے۔

اسی لئے قرآن کریم جس خدا کی طرف رہنمائی کرتا ہے وہ وہی ہے جس کے لئے **فطرت انسانی** میں ایک **تڑپ** ہے۔ اور آئینہ **قانون قدرت** میں اس کا عکس ہے۔ یہ ہر **شخص** کی اپنی فطرت صحیح کا تقاضا ہے۔ کہ وہ اپنے خالق کی تلاش کے لئے ایک **جذبہ** اور **کیفیت** اپنے اندر رکھتا ہے۔ یہی کیفیت ابتدائی حالت میں **میلان مادر** کے رنگ میں ظاہر ہوتی ہے۔ اور بچہ کنارِ مادر سے دور ہونا اپنی ہلاکت سمجھتا ہے۔ یہ کشش دراصل وہی ہے۔ جو **معبود حقیقی** کے لئے اس کی **فطرت** میں ہے۔ پھر یہ تعلق **محبت** اپنی مختلف صورتیں پیدا کرتا ہے۔ اور دراصل اسی **کشش** کا نتیجہ ہوتا ہے۔ جو انسان ایک **عاشقانہ جوش** اپنے افعال سے دکھاتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ گویا وہ دوسری چیزوں کو اٹھا اٹھا کر ایک گمشدہ چیز کو تلاش کر رہا ہے۔ اسی کیفیت کو قرآن کریم میں **الست بربکم** کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ **قالوا بلیٰ** انہوں نے کہا ہاں! ہاں! بیشک تو ہمارا رب ہے کے الفاظ میں ظاہر کیا ہے۔

غرض **اسلام** پہلے بتاتا ہے۔ کہ **انسانی فطرہ** بالطبع خدا کی تلاش میں ہے۔ اور اس کی **حقیقی معرفت** اس کے لئے سچی **راحت** کا موجب ہو سکتی ہے۔ پس وہ اس تقاضاء **فطرت** سے شروع کر کے پھر خدا تعالیٰ کی ہستی کے **دلائل** پھر اس کی معرفت کے **وسائل** پھر اس کی **معرفت حقیقی** کے **راحت بخش ثمرات** پہنچا دیتا ہے۔ یہ کامل **طریق معرفت الٰہی** کا بجز **اسلام** کے کسی اور مذہب میں نہیں ہے۔

۱۵۔ اسلام چونکہ **فطرۃ اللہ** کا آئینہ اور عکس ہے اس لئے معرفت الٰہی کے متعلق پہلے وہ اس طریق کو لیتا ہے جس کی رو سے انسانی عقل **دلائل عقلیہ** پیدا کرنے میں قوی اور روشن ہو۔ اور پھر اس طریق میں قرآن مجید تمام مذاہب کی **کتب مسلمہ** سے بڑھ کر اپنے یگانہ امتیاز کے **طریق** کو لیتا ہے۔ کہ خود ہی دعویٰ بیان کرتا ہے۔ اور آپ ہی دلائل بیان کرتا ہے۔ مثلاً ہستی باری تعالیٰ کے متعلق فرمایا۔ **أفی اللہ شک فاطر السمٰوٰت والارض**۔ یعنی کیا اللہ تعالیٰ کی ہستی کے بارے میں کوئی شک ہو سکتا ہے؟ کیا مطلب کہ وہ ہے **اور ضرور ہے** اس کی دلیل **فاطر السمٰوات والارض** وہ آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے۔ یہ ادنیٰ درجہ کا ذریعۂ **معرفت** ہے۔ اور موٹی عقل والوں کے لئے کہ **مصنوع** عالم کو دیکھ کر **صانع** کے وجود کا علم پیدا کیا جاوے۔ چونکہ قرآن مجید **تدریجی** ترقی کا قانون اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور **صحیفہ فطرت** میں بھی یہی قانون ہے۔ پہلے ہی دن ایک بیج درخت پھلدار نہیں ہو جاتا اس لئے سلسلہ دلائل میں قرآن مجید اس طریق کو مدنظر رکھتا ہے۔ **ادنیٰ مراتب** سے **اعلیٰ مراتب** پر لے جاتا ہے۔ خود انسان کی تربیت میں پہلے اس کو **انسان** پھر **بااخلاق** اور بالآخر **باخدا انسان** بناتا ہے۔ اس نے **معرفت الٰہی** کے وسائل میں پہلے **عقلی** دلائل کا سلسلہ دکھا اور ان میں شاہدہ قدرت اور عجائبات عالم کو پیش کیا۔ غرض یہ ایک عقلی دلیل شاہدۂ قدرت کے رنگ میں پیش کی۔ پھر اسی سلسلہ میں فرمایا **ھو الذی اعطی کل شیٔ خلقہ ثم ھدیٰ**۔ یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے ایک شی کو اس کے مناسب حال پیدائش عطا کی۔ پھر اس شے کو اپنے **کمالات مطلوبہ** تک پہنچنے کے لئے راہ دکھلا دی۔ اس آیت کے مفہوم کو لے کر **کائنات عالم** پر غور کرو۔

اسی سلسلہ میں ایک اور دلیل دی **وان الیٰ ربک المنتھیٰ**۔ یعنی تمام سلسلہ علل ومعلول کا تیرے رب پر ختم ہو جاتا ہے۔ یہ سب جانتے ہیں۔ کہ دنیا میں علت و معلول کا ایک سلسلہ ہے۔ اسی سلسلہ میں لوگوں نے طرح طرح کے علوم پیدا کئے۔ اور کوئی حصہ مخلوق کا اس نظام سے باہر نہیں۔ **بعض بعض** کے لئے بطور اصول اور بعض بطور فروع کے ہیں۔ اور یہ ظاہر بات ہے۔ کہ **علت** یا تو خود اپنی ذات سے قائم ہوگی۔ یا اس کا وجود کسی دوسری علت کے وجود پر منحصر ہوگا علیٰ ہذا القیاس۔ اور چونکہ یہ عالم محدود ہے اس لئے یہ سلسلہ کہیں جا کر ختم ہوگا۔ اور وہ منتہیٰ وہی خدا ہے۔

۱۶۔ دلائل باری تعالےٰ کا یہ سلسلہ طویل ہے۔ اور ان دلائل کی تشریح ایک مبسوط کتاب چاہتی ہے۔ میں نے صرف اشارتاً ظاہر کیا ہے۔ سعید اور فہیم طبیعتیں اپنے ذوق کے ساتھ ان میں غور کریں۔ پھر ہستی باری تعالےٰ کے بعد قرآن مجید نے بتایا کہ اللہ تعالےٰ ایک ہی ہے۔ تین نہیں جیسا کہ یسوعی کہتے ہیں۔ اور نہ تینتیس کروڑ جیسا کہ ہندو مانتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا **اللہ لا الٰہ الا ھو** یعنی **کامل الصفات** خدا ہے۔ اور وہ ایک ہی ہے۔ اس کے سوا اور کوئی **معبود محبوب** اور **مطاع** نہیں۔ پھر کہا **قل ھو اللہ احد**۔ کہدو وہ اللہ ہے۔ اور وہ ہر قسم کی ذاتی، **نوعی، جنسی شراکت** سے ممتاز ہے اور ایک ہی ہے۔ ہستی باری تعالےٰ اور توحید کے بعد **صفاتِ الٰہی** کے مسئلہ کو نہایت **خوبی** اور **کمال** کے ساتھ بیان کیا۔

اور بتایا کہ خدا تعالےٰ کے کیا صفات ہیں۔ اور **انسانی فطرت** کا تقاضا کن صفات والے خدا کو ماننے کا ہے۔ قرآن مجید نے اپنے شروع ہی میں اس خدا کا پتہ دیدیا ہے جس کی طرف وہ مخلوق کو **دعوت دیتا** ہے۔ یہ کہکر **الحمد للہ رب العٰلمین۔ الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین** یعنی خدا تعالیٰ کی جو چار صفتیں بیان کی ہیں۔ وہ بطور **ام الصفات** ہیں جیسے سورہ فاتحہ **ام القرآن** ہے۔ **صفات الٰہی** کو قرآن کریم نے بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے۔ میں یہاں قرآن کریم کے **عارف** حضرت **خلیفۃ المسیح** اول کی کتاب تصدیق سے صرف ان بعض آیتوں کا ترجمہ درج کرتا ہوں۔ جن میں صفات الٰہی کا ذکر ہے۔ ذرا دانشمند ان پر غور کرے۔ اور تفصیل کے لئے قرآن مجید کی طرف رجوع کرے۔

"ہر ایک عیب سے پاک تمام صفات کاملہ کے ساتھ موصوف، جس کا نام ہے اللہ، اس کے بغیر کوئی بھی پرستش وفرمانبرداری کا مستحق نہیں۔ دائم اور باقی، تمام موجودات کا مدبر، اور محافظ، جس کو کبھی سستی، اونگھ اور نیند نہو۔ اسی کے تصرف اور ملک اور خلق میں ہیں زمین وآسمان اس کی ہستی اور یکتائی کو ثابت کرتے ہیں۔ کوئی بھی نہیں۔ کہ اس کی کبریائی، عظمت کے باعث اس پاک ذات کی پروانگی کے سوا کسی کی سپارش بھی کر سکے۔ پس کسی کو مقابلہ حمایت کی تو کیا سکت ہوگی۔ وہ جانتا ہے تمام جو کچھ آگے ہوگا۔ اور جو کچھ آگے گذر چکا ہے۔ موجودات کی نسبت کیا کہنا ہے۔ کوئی بھی اس کے علم سے کسی چیز کا اس کی مشیت کے سوا احاطہ نہیں کر سکتا۔ اس کا کامل علم آسمانوں اور زمینوں پر حاوی ہے، اور وہ آسمانوں اور زمینوں کی حفاظت سے کبھی نہیں تھکتا، وہ شریک اور جوڑ سے بلند ہے۔" (پ ۳ سورہ بقرر ۲)

"وہ ذات پاک جس کا نام ہے اللہ، تمام صفات کاملہ سے موصوف، تمام برائیوں سے پاک، وہی جس کے سوا کوئی بھی پرستش اور فرمانبرداری کے لائق نہیں۔ اپنی ذات کو جو تمام غیبوں کا غیب ہے آپ ہی جانتا ہے۔ تمام ان اشیاء کو جو موجود ہو کر فنا ہو گئیں، یا اب تک ابھی پیدا ہی نہیں ہوئیں۔ غرض اس کے علم میں ہی ہیں اور تمام موجودات کو جانتا ہے۔ وہ رحمان بُروں بھلوں سب کو روزی رساں بن مانگے فضل کرنے والا اور رحیم جو بھلوں کو اپنے فضل ورحم سے بخشے۔ اور کسی کے سوال ومحنت کو ضائع نہ کرے، وہی اللہ جس کے سوا کوئی دوسرا پرستش وفرمانبرداری کے لائق نہیں۔ الملک۔ پورا مالک اشیاء کی خلق وبقا پر۔ القدوس۔ تمام ان اسباب عیوب سے پاک جنکو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حس دریافت کر سکے یا خیال تصور کرے - یا وہم اسطرف جا سکے یا قلبی قویٰ سمجھ سکیں - السلام تمام عیوب سے مبرا سلامتی کا دینے والا - المومن - امن کا بخشنے والا ، اپنے کمالات و توحید پر دلائل قائم کرنے والا - المہیمن - سب کے اعمال کا واقف ، سب کا محافظ - العزیز بے نظیر ، سب پر غالب ذرہ ذرہ پر متصرف - الجبار منوانے والا - ہمارے بگاڑوں پر اصلاح کے سامان پیدا کرنے والا ، اصلاح کی توفیق دینے والا ، المتکبر تمام مخلوقی عیوب اور مخلوق کے اوصاف سے مبرا - تمام چھوٹوں بڑوں آسمانی اور زمینی شریک اور ساجھی سے اس کی پاک ذات بلند - ہو وہ خود بخود موجود جس کا نام ہے اللہ - الخالق ہر ایک چیز کا کامل حکمت کے ساتھ اندازہ کرنے والا - الباری ہر ایک چیز کو اس کے اندازہ کے مطابق بے نقص و تفاوت ظاہر کرنے والا - المصور اسی اندازہ اور عمدگی سے صورتوں اور شکلوں کا عطا کرنے والا اسی کے ایسے نام ہیں کہ تمام خوبیوں پر شامل ہوں - اسی کی تسبیحیں کرتی اور اسی کی پاک اور کامل ترین ہستی کو تمام وہ چیزیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں ثابت کرتی ہیں - وہ غالب جس کے تمام کام حکمتوں پر مبنی ہیں -"

مختصر الفاظ میں قرآن مجید نے بتلایا - وان من شیئ الا یسبح بحمدہ اور للہ الاسماء الحسنیٰ اور معرفت اللہ ہی کے ذریعہ ظاہر کر دیا - کہ وہ تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام بدیوں سے منزہ ہے - غرض یہ بھی ذریعہ معرفت الٰہی کا ہے - مگر یہ ذریعہ ابتدائی حالت کے لئے ہے - اسلام اسی پر بس نہیں کرتا - بلکہ وہ کامل معرفت اور خدا شناسی کی طرف لے جاتا ہے - جہاں انسان بطور حق الیقین کے خدا تعالیٰ کی معرفت حاصل کرتا ہے - خود اس پر تجلیات الٰہیہ کا نزول ہوتا ہے یہی وہ مقام ہے - جس سے دوسرے مذاہب آشنا بھی نہیں -

ہاں میں نے پہلے بیان کر دیا ہے - کہ انسان فطرتاً ایک بالاتر ہستی کا طالب ہے - یہ اس لئے - کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ معرفت الٰہی حاصل کرے - چنانچہ فرمایا :- وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون میں نے جنّ اور انس کو اسی لئے پیدا کیا ہے - کہ وہ مجھے شناخت کریں اور میری پرستش کریں پس انسانی زندگی کا مقصد و مطلوب معرفت الٰہی ہے - اور یہ بھی میں نے اوپر بتایا ہے - کہ ہر بچہ فطرۃ اسلام پر پیدا ہوتا ہے - اور اسلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان الدین عند اللہ الاسلام اور ذالک الدین القیم اور فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا یعنی وہ دین جس میں خدا کی معرفت صحیح ہے وہ اسلام ہے اور اسلام انسان کی فطرۃ میں رکھا گیا ہے - اور خدا نے انسان کو اسلام پر پیدا کیا ہے اور اسلام کے لئے پیدا کیا ہے اور یہ بھی دلائل باری تعالیٰ کے سلسلہ میں بتایا ہے - کہ اللہ تعالیٰ نے ہر مخلوق کو اس کے مناسب حال قویٰ دیئے ہیں - ربنا الذی اعطیٰ کل شیئ خلقہ ثم ھدیٰ - ٭

٭ پس جب انسان خدا کے لئے پیدا ہوا - اور یہی اس کی زندگی کا مدعا ہے - تو قرآن کریم نے اس حصول مدعا کیلئے کیا وسائل رکھے ہیں - خدا تعالیٰ کی ہستی اس کی توحید اس کی صفات سے آگاہ کرکے وہ آگے بڑھنے کیلئے کیا ذرائع بتاتا ہے جن سے اس کو حق الیقین ہو جائے - (باقی آئندہ)

(باقی برحاشیہ ملاحظہ ہو)

عزیز احمد مرحوم

میاں عزیز احمد صاحب جن کے ہاتھ سے فخرالدین ملتانی انتہائی اشتعال کی وجہ سے زخمی ہوا - اور بعد میں اُن زخموں کی وجہ سے جانبر نہ ہو سکا - کو بالآخر قضاء اور قانون کے فیصلہ کے ماتحت ۸ر جون ۳۸ء کو صبح کے وقت پھانسی دے دی گئی - انا للہ وانا الیہ راجعون -

اُن کی لاش صبح ۹ بجے بذریعہ لاری قادیان لائی گئی - لاش کے ساتھ ہی پولیس کی ایک تعداد علاقہ مجسٹریٹ ڈی - ایس پی - گورداسپور کورٹ سب انسپکٹر پولیس انچارج تھانہ بٹالہ قادیان پہنچ گئے - مسجد ریتی چھلا کے قریب حاجی خدابخش والے احاطہ میں مرحوم کو غسل وغیرہ دیا گیا - غسل کے بعد ہی شدید بارش آ گئی - جس کی وجہ سے دفن وغیرہ میں تاخیر ہوئی اس عرصہ میں ہزارہا مردوں عورتوں نے مرحوم کے چہرہ کو دیکھا - بالآخر ظہر کی نماز کے بعد حضرت مولانا سید سرور شاہ صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی اور مرحوم کو بچوں کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا -

مرحوم سے اگرچہ ایک ایسا فعل ہوا - جو سلسلہ کی مسلّم روایات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تعلیم کے خلاف تھا - مگر مرحوم سے اس مقدمہ کے دوران میں بعض ایسی باتیں سرزد ہوئیں جنہوں نے اس کی محبت کو سینکڑوں بندوں کے دل میں جاگزیں کر دیا -

سب سے پہلی بات

سب سے پہلی بات یہ تھی - کہ اس نے اپنی جان کو بچانے کے لئے کبھی اور کسی مرحلہ پر جھوٹ کو اپنا شعار نہیں بنایا - اسے ہر طرح کے لالچ دیئے گئے اور ورغلانے کی کوشش کی گئی - مگر اُس نے سچائی پر اپنی جان کو قربان کرنا آسان جانا - اور کبھی کسی قسم کے اثر سے متاثر نہیں ہوا - اس نے دلیری اور بہادری سے جو بات پہلے دن کہی - کہ میں نے سخت اشتعال کی وجہ سے فخرالدین پر ایسا حملہ کیا - وہی بات اس نے تختۂ دار کے سامنے کھڑے ہو کر کہی - اور اس میں سرمو فرق نہ آیا - یہ استقامت واستقلال اور سچائی کی ایک بے نظیر مثال ہے - جو مرحوم نے قائم کی -

ندامت اور پشیمانی

اس کی زندگی کے اس آخری مرحلہ پر صرف سچائی اور استقامت ہی کا مظاہرہ نہیں ہوا - بلکہ ایک اور اعلیٰ درجہ کا وصف بھی ظاہر ہوا - اور وہ یہ کہ مرحوم نے اپنے فعل پر جو اگرچہ اشتعال انگیزی کی وجہ سے ظہور پذیر ہوا تھا - مگر اس پر انتہائی ندامت کا اظہار کیا - اور کوئی موقع اس نے ضائع نہیں کیا - جس میں اس امر کا اظہار نہ کیا ہو - کہ میں نے اچھا فعل نہیں کیا - اور وقتاً فوقتاً حضرت امیر المومنین کے حضور اپنی ندامت کا اظہار کر کے معافی کا طلبگار ہوا - یہی نہیں کہ وہ لفظی طور پر اس نے ایسا کیا - بلکہ اپنی زندگی میں ایک پاک تبدیلی کر لی - یہ تبدیلی اس قسم کی تھی - گویا کہ وہ ایک بالکل نیا انسان بن گیا تھا - اس تبدیلی اور ندامت کو دیکھ کر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی اُسے معاف فرمایا - پس وہ اپنے عمل سے ندامت اور پشیمانی کی ایک مثال بن گیا تھا - اور اسی کا نام توبۃ النصوح ہے - ہمکو یقین ہے - کہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس کی توبہ کو قبول کر لیا ہوگا - کیونکہ جو سچی ندامت اور تبدیلی پیدا کر لیتا ہے - خدا کا اس سے یہی سلوک ہوتا ہے -

اس نے سزا کو خوشی سے قبول کر لیا

جو لوگ مرحوم کو آخری ایام میں ملتے رہے ہیں - وہ بیان کرتے ہیں - کہ اُس کی زبان سے اکثر یہ سننے میں آتا تھا - کہ کیوں جلد فیصلہ نہیں کر دیا جاتا - اور جو ہونا ہے جلد ہو جائے - وہ راضی برضاء تھا - اور آخری ملاقاتیوں سے اس نے کہا - کہ میرے مرنے پر کوئی روئے نہیں - اور کسی قسم کا غم نہ کیا جائے - چنانچہ اُسے خود بھی کوئی فکر نہ تھا - ۸ر جون کی صبح کو وہ صبح سے بالکل تیار تھا - اور جب اسے بلانے کے لئے سپاہی آیا - تو اُسے تیار پایا - اور آواز سنتے ہی کہا - کہ چلو جی - اور نہایت بہادری سے موت کے تختے کی طرف روانہ ہو گیا - الغرض مرحوم کی ذات سے ایسی بہت سی صفات کا ظہور ہوا جنہوں نے ہر ایک شخص کے دل میں اس سے ہمدردی کے جذبات پیدا کر دیئے ہماری دعا ہے - کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی خطا کو معاف فرمائے - اور اس کی مغفرت فرمائے - آمین -

شادی خانہ آبادی

محترمی جناب میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر "فاروق" جو گذشتہ سال اپنی رفیقۂ حیات کی وفات کی وجہ سے بہت ہی تکلیف میں تھے - اور ہر وقت اُن پر رنج و غم کا بار رہتا تھا - بالآخر اللہ تعالیٰ نے ان کی اس مضطربانہ حالت کو دیکھا - اور ان کے لئے اپنے فضل کا دروازہ کھول دیا - یعنی مکرمی رشید احمد خان پنشنر ہیڈ کانسٹیبل پولیس نے نہایت مہربانی سے میر صاحب سے اپنی دختر کی شادی کر دی - پھر ۱۳ر جون ۱۹۳۸ء کو ساڑھے پانچ بجے تقریب رخصتانہ عمل میں لا کر میر صاحب کے گھر کو آباد کر دیا - اس تقریب پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے رشید احمد خان صاحب کے گھر کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے برکت دی اور خدام کے مجمع سمیت دعا فرمائی - رشید احمد خان صاحب نے احباب کی تواضع مٹھائی وغیرہ سے کی -

"الحکم" معاصرانہ تعلق کی بنا پر جناب میر صاحب کی اس مسرت انگیز تقریب کی وجہ سے خوشی محسوس کرتا ہے - اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے بابرکت فرمائے آمین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جماعتِ احمدیہ لاہور کا غیر معمولی اجلاس

یہ روئیداد الحکم میں شائع ہونے کیلئے آئی تھی۔ مگر الحکم کا پرچہ مسیح موعود نمبر اور پھر قادیانی نمبر شائع کرنے کی وجہ سے نہ اس روئیداد کو شائع کر سکا۔ اور نہ ان پاک لوگوں کا مفصل تذکرہ کر سکا۔ جو وفات پا کر حقیقی جنت میں داخل ہوئے۔ اب انشاء اللہ آئندہ نمبروں میں اُن کے تذکرے اپنی اپنی جگہ شائع ہو جائیں گے۔ (ایڈیٹر)

جماعت احمدیہ لاہور کا ایک غیر معمولی اجلاس مسجد احمدیہ میں بعد از نماز مغرب مورخہ ۱۸ مئی ۱۹۳۸ء زیر صدارت جناب شیخ بشیر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ منعقد ہوا۔ تمہیدی تقاریر کے بعد مفصلہ ذیل ریزولیشن پاس کیا گیا۔

"جماعت احمدیہ لاہور اپنے سابق امیر جناب ڈاکٹر چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب کی والدہ ماجدہ کی وفات حسرت آیات پر اپنے دلی رنج اور صدمہ کا اظہار کرتی ہے۔ مرحومہ مغفورہ جماعت احمدیہ کی بزرگ ترین ہستیوں میں سے تھیں۔ اور بوجہ اپنے اخلاص و جذبہ قربانی و ہمدردیٔ خلائق و زہد و اتقاء و نیز قبولیت دعا و رویائے صالحہ و کشوف کی صاحب تجربہ ہونے کی حیثیت سے جماعت احمدیہ میں ایک ممتاز درجہ رکھتی تھیں۔ اُن کی رحلت بلاشبہ ایک جماعتی صدمہ ہے۔ لیکن جماعت احمدیہ لاہور کے لئے آپ کی وفات خصوصیت سے باعث صد رنج و ملال ہے۔ کیونکہ اس جماعت کو محترمہ مرحومہ کے مادرانہ فیض تربیت کو وافر حصہ پانے والے با اقبال فرزند ارجمند یعنی جناب چوہدری سر محمد ظفر اللہ خانصاحب کے سی۔ ایس۔ آئی۔ کی راہنمائی سے متمتع ہونے اور ان کی امارت کے زیر قیادت جماعتی کاموں میں ایک لمبے عرصہ کے لئے شوق و ولولہ سے حصہ لینے کا موقع ملا۔ جماعت لاہور اس صدمۂ جانکاہ میں جناب چوہدری سر محمد ظفر اللہ خانصاحب و جناب چوہدری اسد اللہ خانصاحب بار ایٹ لاء و دیگر اراکین خاندان چوہدری صاحب موصوف کی خدمت میں اپنے قلبی رنج و افسوس اور گہری ہمدردی کا اظہار کرتی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ ولیہ مرحومہ کو اپنے قرب میں بلند روحانی مقامات عطا فرمائے۔ نیز آپ کے جملہ فرزندان و اقربا و اعزا و احباب جماعت کو ان کی وفات کے صدمہ کو برداشت کرنے کے لئے صبر جمیل عطا فرما دے اور مولا کریم کی رضا پر راضی ہونے اور مرحومہ مغفورہ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما دے۔ آمین"

خاکسار احمد جان عفی عنہ

چوہدری اسد اللہ خاں صاحب کی طرف سے شکریہ

حضرۃ والدہ صاحبہ مرحومہ کی وفات پر اس کثرت سے احباب اور جماعتوں کی طرف سے ہمدردی اور تعزیت کے خطوط ملے ہیں۔ کہ فرداً فرداً اُن کا جواب لکھنا مشکل ہے۔ اس لئے بذریعہ ہذا تمام ان احباب اور جماعتوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے اس صدمہ میں ہمدردی کے پیغام بھیجے ہیں۔ والسلام

اسد اللہ خاں بیرسٹر ایٹ لاء۔ لاہور

نہایت ضروری درخواست دُعا

بخدمت جمیع بزرگانِ ملّت و احباب کرام جماعت احمدیہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ یہ عاجز نہایت عجز سے آپ صاحبوں کی خدمت میں درخواست کرتا ہے۔ کہ اس عاجز کے برخلاف معاندین نے جو مقدمات دائر کئے ہوئے ہیں۔ ان کی تاریخ پیشی مورخہ ۴ جولائی ۱۹۳۸ء ہائی کورٹ کراچی میں مقرر ہے۔ چونکہ معاندین بہت ذی مقدرت و ذی قوت ہیں۔ اس لئے یہ عاجز خاص طور پر عرض کرتا ہے۔ کہ للہ اس عاجز کے لئے نہایت درد اور خاص توجہ سے دعا کریں۔ تا وہ رحیم، کریم مولا۔ محض فضل سے اس عاجز پر رجوع برحمت ہو۔ اور ہر ایک شر سے بکلی محفوظ فرمائے۔ آمین

خاکسار نیاز محمد۔ انسپکٹر پولیس۔ میر پور خاص۔ سندھ

حقیر اسباب عظیم مؤثرات

(نمبر ۲)

مقدونیہ کے اسکندر کو بجا طور پر "اعظم" کہا جاتا ہے۔ کیونکہ تاریخ عالم میں اور کوئی ایسی شخصیت مذکور نہیں ہے جس کی یاد اب بھی دو ہزار سال کے بعد ان لوگوں کے دلوں میں باقی ہو۔ جن کو اُس نے مفتوح بنایا۔

جب سکندر مقدونیہ کے تخت پر بیٹھا۔ تو اس کی عمر صرف بیس برس کی تھی۔ اس نے اپنی عمر کے بقیہ بارہ برس "دنیائے قدیم" پر سے شہاب ثاقب کی طرح گذرنے بادشاہتوں کو فتح کرنے اور خاندانوں کو تہہ و بالا کرنے میں گذار دیئے۔ اُس نے اپنی فتوحات کا سلسلہ یونان سے شروع کیا۔ جہاں سے اُس نے "ہیلس پانٹ" کو عبور کرتے ہوئے ایرانی فوجوں کو ملیامیٹ کر دیا۔ اور شام اور فونیشیا کا علاقہ فتح کرتے ہوئے مصر میں داخل ہوا۔ وہاں اس نے سکندریہ کا شہر آباد کیا۔ اور واپسی پر ایران کو مکمل طور پر اپنا مطیع بنایا۔ لیکن صرف انہی کامیابیوں سے اس کی تسلی نہ ہوئی۔ بلکہ وہ مشرق کی طرف مزید بڑھتا ہوا پنجاب اور ہندوستان میں داخل ہوا۔ جہاں اس کا نام آج بھی عزت سے لیا جاتا ہے۔ جہاں آ کر وہ ٹھہر گیا۔ کیونکہ اس کی تھکی ماندی فوج نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا۔ پھر وہ ایران واپس گیا۔ اور بابل میں آ کر فتح عرب کی خام امیدوں پر جیتا ہوا مقیم ہو گیا۔

اس کے بعد اسکندر کے بازو پر ایک مچھر آ کر بیٹھ گیا۔ اور اُسے کاٹ کھایا۔ یہ مچھر ملیریا پھیلانے والا تھا۔ فاتح اعظم کو سخت بخار ہو گیا۔ اور چونکہ اس کا نظام عصبی بھی بے اعتدالیوں اور مہمات کی وجہ سے کمزور ہو گیا تھا۔ اس لئے گیارہ دن کے بعد وہ اسی بیماری میں اس دنیائے فانی سے گذر گیا۔

جب یہ مضبوط فاتح ہاتھ نہ رہا۔ تو اس عظیم الشان سلطنت میں جو اُس نے فتح کی تھی۔ لیکن اس میں ابھی نظام قائم نہ تھا۔ یکدم اضمحلال پیدا ہوا۔ اور اس کا شیرازہ بکھر گیا۔ اس طرح گویا ایک مچھر نے بیک جنبش تمام دنیا کا نقشہ بدل کر کئی سال کا کام کالعدم کر دیا۔

صورت حالات کس قدر مختلف ہوئی۔ اگر اس وقت کے لوگوں کو

ملیریا کی دوائی

کا علم ہوتا۔ اور بجائے "ایس کیپی اس" دیوتا کے آگے بے سود قربانیاں پیش کرنے کے وہ صرف

۵ گرین کونین روزانہ

فاتح اعظم کو کھلا دیتے۔ اس سے صرف ایک ہفتہ میں اس کو آرام آ جاتا۔ اور وہ اس قابل ہو جاتا۔ کہ عرب کی فتح مکمل کر کے وہ ایشیا کی وسیع سلطنت کو متحد کرنے کیلئے اپنی حیرت خیز قوتوں کو بروئے کار لائے۔

جدید خریداران "الحکم" نوٹ فرمالیں!

جو احباب جن تاریخوں میں "الحکم" کے خریدار بنتے ہیں۔ انہی تاریخوں سے اخبار اُن کے نام روانہ کیا جاتا ہے۔ میرا مطلب یہ ہے۔ کہ اخبار ۷، ۱۴ و ۲۱ و ۲۸ تاریخ کو ہر ماہ شائع ہوتا ہے۔ مثلاً جو دوست ۷ تاریخ سے پہلے خریدار ہوتے ہیں۔ انکو ۷ تاریخ کا پرچہ بھیجا جاتا ہے۔ اور جو بعد کی تاریخوں میں خریدار ہوتے ہیں۔ اُن کے خریدار ہونے کے بعد سب سے پہلے جو تاریخ آتی ہے اس کا پرچہ بھیج دیا جاتا ہے۔ بعض احباب شکایت کرتے ہیں۔ کہ اُس سے پہلے کی تاریخ کا پرچہ کیوں نہیں بھیجا گیا۔ ان کا یہ مطالبہ درست نہیں ہوتا۔ کیونکہ ہر پرچہ ایک مقررہ مقدار میں شائع کیا جاتا ہے۔ اور زائد پرچوں کے نہ ہونے کی وجہ سے سابقہ پرچے نہیں بھیجے جا سکتے۔ احباب نوٹ کر لیں کہ جس تاریخ سے کوئی خریدار ہوتا ہے۔ اُسی تاریخ سے آگے پرچہ بھیجنا شروع کیا جاتا ہے۔ اور دوسری تاریخ کا انتظار نہیں کیا جاتا۔ "منیجر"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

نمبر ۵۰۵۱

منکہ روشن دین مولوی فاضل ولد چوہدری فتح محمد صاحب قوم راجکمار راجپوت پیشہ وقف زندگی عمر پچیس ۲۵ سال بیعت ۱۹۲۴ء ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 4 5/38 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اسوقت کوئی جائیداد نہیں۔ میرا گزارہ صرف الاؤنس مبلغ پندرہ روپے پر ہے۔ جو کہ دفتر تحریک جدید سے ماہوار ملتا ہے۔ میں اپنی ماہوار آمدن کا ۱/۱۰ حصہ تازیست خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کرتا رہونگا۔ آمدن کی کمی بیشی کی اطلاع دفتر کو دیتا رہونگا۔ نیز یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد جسقدر میری جائیداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان دار الامان ہو گی۔

العبد :- روشن دین احمدی مجاہد تحریک جدید

گواہ شد :- فضل احمد ٹیوٹر بورڈنگ تحریک جدید قادیان

گواہ شد :- مرزا محمد یعقوب وائس پریزیڈنٹ حلقہ مسجد مبارک

نمبر ۵۰۵۵

منکہ نظام الدین سیال ولد چوہدری غریب خاں سیال مرحوم ذیلدار پیشہ زراعت عمر ۸۱ سال تاریخ بیعت ۱۸۹۵ء ساکن جوڑا ڈاکخانہ قصور ضلع لاہور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 8 6/38 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

(۱) موضع جوڑا تحصیل قصور و موضع گوہر تحصیل قصور و موضع قطبہ تحصیل قصور و موضع کھنگرانوالہ تحصیل چونیاں و موضع چک ۴۹ تحصیل پاکپٹن ضلع منٹگمری میں میری اراضی اپنے دیگر یک جدیوں کے ساتھ مشترکہ چلی آتی ہے جصص کا اندراج کاغذات مال میں مطابق حقوق حصہ داران موجود ہے۔ موضع جوڑا میں مظہر کے حصہ میں ۶۸ ایکڑ اور موضع گوہر میں ۹۲ ایکڑ (جسمیں ۲۳ ایکڑ اپنے لڑکے نور محمد کو اس سے قبل برضامندی دیگر برادران ہبہ زبانی کر چکا ہوں۔) موضع کھنگراں میں یکصد ایکڑ و موضع قطبہ ۹۲ ایکڑ کل ۳۱۹ ایکڑ کا میں ان مواضعات مندرجہ بالا میں بہ تفصیل متذکرہ بالا مالک و قابض ہوں۔ اس کے علاوہ موضع گوہر میں ۵۱ ایکڑ زمین کا مظہر شرکت دیگر یک جدیاں مالک ہے۔ اور بعض دیگر اشخاص اس میں بطور دخیل کار درج کاغذات مال ہیں۔ اور چک نمبر ۴۹ تحصیل پاکپٹن میں ۹۰ ایکڑ زمین میں مظہر شراکت دیگر یک جدیاں گورنمنٹ کے ماتحت موروثی ہے۔ جسکا اندراج کاغذات مال میں حسب حصص جدی موجود ہے۔ کل اراضی مندرجہ بالا میں سے مظہر تیسرے حصہ کا حصہ دار ہے۔ اور اپنے حصہ کی کل اراضی ۳۱۹ ایکڑ + ۱۷ ایکڑ + ۳۰ ایکڑ کل ۳۶۶ ایکڑ کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ چونکہ زیادہ تر حصہ جائداد متذکرہ بالا کا جدی ہے اس لئے میں اس کل جائیداد کی بازاری قیمت پچاس ہزار روپے ہے اس کا دسواں حصہ مبلغ پانچہزار نصف جس کے اڑھائی ہزار روپے ہوتے ہیں اپنی زندگی میں خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بحساب ایکہزار روپیہ سالانہ داخل کر دونگا۔ اگر مبلغ پانچہزار میں سے کوئی رقم میں اپنی زندگی میں نہ ادا کر سکا۔ تو میری جائیداد متروکہ اسکی ذمہ دار ہو گی۔ اور صدر انجمن احمدیہ کو حق ہو گا۔ کہ جو رقم مبلغ پانچہزار میں سے باقی رہ جائے۔ وہ میری جائیداد متروکہ سے وصول کرے۔ اور میرے وارثان و جانشینان ذمہ وار ہونگے۔ کہ وہ باقیماندہ رقم خود ادا کر دیں۔ اور اگر وہ ادا نہ کریں۔ تو صدر انجمن احمدیہ جائداد متروکہ مظہر سے وصول کرے۔ جسقدر جائیداد میں نے اپنی اس وصیت میں مندرج کی ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی جائیداد اسوقت میری نہیں۔ اور آئندہ کوئی جائیداد میں پیدا کروں۔ یا کسی دوسرے ذریعہ سے اس کا حق مجھ کو ملے۔ تو اس کے دسویں حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ حقدار ہو گی۔ میرے وارثان و جانشینان میری اس وصیت کے پابند ہونگے۔

العبد :- چوہدری نظام الدین سیال

گواہ شد :- محمد حبیب اللہ سیال والد چوہدری جلال الدین سیال

گواہ شد :- فتح محمد سیال

الراقم :- نذر احمد عفی عنہ بقلم خود

نمبر ۵۰۷۵

منکہ پیراندتا ولد دین محمد قوم کمہار پیشہ دوکانداری عمر ۶۵ سال تاریخ بیعت ۱۸۹۷ء ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 15 7/37 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

(۱) میری وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان یہ ہے کہ میری اس وقت کوئی جائیداد غیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گذارہ اسوقت معمولی مزدوری وغیرہ پر ہے۔ جو اس وقت اندازاً پانچ چھ روپیہ ماہوار ہے۔ میں انشاء اللہ تازیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ ادا کرتا رہوں گا۔

(۲) میرے پاس اس وقت نقد چالیس روپے ہیں جس سے اپنا تھوڑا سا کاروبار کر کے کماتا ہوں۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔

العبد :- نشان انگوٹھا - پیراندتہ

گواہ شد :- محمد عبد اللہ جلد ساز سکرٹری دہلیا حلقہ مسجد فضل

گواہ شد :- ابراہیم ولد پیراندتہ بقلم خود

نمبر ۵۰۸۱

منکہ محمد شریف باجوہ بی۔ اے ولد چوہدری نبی بخش صاحب قوم جٹ باجوہ پیشہ وقف زندگی تحریک جدید عمر ۲۷ سال تاریخ بیعت اپریل ۱۹۳۴ء ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 25 5/38 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اسوقت میری کوئی جائیداد نہیں۔ اسوقت مجھے تحریک جدید سے بطور ماہوار الاؤنس مبلغ ۲۲ روپے ملتے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے وقت جسقدر بھی میری جائیداد متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔

العبد :- محمد شریف باجوہ بی۔ اے کارکن تحریک جدید

گواہ شد :- مرزا محمد یعقوب کارکن تحریک جدید

گواہ شد :- محمد یحیٰی خاں کارکن دفتر پرائیویٹ سکرٹری

نمبر ۵۰۷۴

منکہ ہاجرہ بیگم زوجہ محمد علی اظہر قوم قریشی عمر ۴۵ سال تاریخ بیعت جون ۱۹۱۹ء ساکن قادیان محلہ دار الرحمت ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 30 5/38 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائیداد غیر منقولہ اس وقت کوئی نہیں مبلغ ایک ہزار روپیہ حق مہر ہے۔ جو میرے خاوند ماسٹر محمد علی صاحب اظہر کے ذمہ واجب الاداء ہے۔ میں اس روپیہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میری وفات کے بعد جو بھی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ اس کے علاوہ میرے حق میں ثابت ہو گی۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی روپیہ یا جائیداد صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل کردوں تو ایسی رقم یا جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔

الامتہ :- ہاجرہ بیگم نشان انگوٹھا

گواہ شد :- محمد علی اظہر خاوند موصیہ مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان

گواہ شد :- شیخ اللہ بخش وائس پریذیڈنٹ دار الرحمت

نمبر ۵۰۷۱

منکہ امام دین ولد اللہ دین قوم راجپوت پیشہ تجارت عمر ۳۵ سال۔ تاریخ بیعت ۱۹۱۷ء ساکن سابق رہتک حال قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 28 5/38 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد اس وقت کچھ نہیں۔ دکان سے آمد چار یا پانچ روپے ماہوار ہے۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہو ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کرتا رہونگا۔ میرے مرنے پر اگر کوئی جائیداد میری ہوئی تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ مالک ہو گی۔

العبد :- امام دین

گواہ شد :- محمد یامین تاجر کتب قادیان۔

گواہ شد :- الراقم خالد بی۔ اے (آنرز) سیکرٹری

گواہ شد :- محمد ابراہیم مولوی فاضل

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر اخبار "الحکم" تراب منزل قادیان سے شائع ہوا۔